2. اُردو

ڈاکٹر ذاکر حسین

پڑھیے سوچیے اور جواب دیجیے۔

دیس کی آن بان ہے اردو
فخر ہندوستان ہے اردو
سب اسے بولتے سمجھتے ہیں
ایک عوامی زبان ہے اردو
ہر زباں کو گلے لگاتی ہے
مادر مہربان ہے اردو
اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا
آج بھارت کی جان ہے اردو

اِن سوالات کے جواب دیجیے۔

1۔ اردو زبان کو عوامی زبان کیوں کہا گیا؟
2۔ ہر زبان کو گلے لگانے کا کیا مطلب ہے؟
3۔ شاعر بھارت کی جان کسے اور کیوں کہہ رہا ہے؟

SCERT TELANGANA

مرکزی خیال

ڈاکٹر ذاکر حسین نے مضمون ''اردو'' میں بڑے دل نشین انداز میں اردو کی تاریخی اور سماجی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ عوامی زبان ہے، گنگا جمنی تہذیب کی آئینہ دار ہے۔ اردو زبان ہی کثرت میں وحدت کا مظہر ہے۔

ماخذ

یہ مضمون ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے مضامین میں سے ایک ہے

طلبا کے لئے ہدایات

- سبق پڑھیے اور ایسے الفاظ کے نیچے خط کھینچیے جن کے معنی آپ نہ جانتے ہوں۔
- خط کشیدہ الفاظ کے معنی اپنے دوستوں اور اساتذہ سے معلوم کیجیے یا فرہنگ میں دیکھیے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21

وہ زبان جو پہلے پہل میں نے اپنی ماں سے سیکھی تھی، جس میں میری ذہنی پرورش ہوئی، یہی نہیں کہ اس سے مجھے شخصی اور ذاتی لگاؤ ہے، بلکہ اس لیے بھی کہ ایک وفادار ہندوستانی شہری کی حیثیت سے مجھے یہ زبان اس زندگی کے پھلنے پھولنے اور پروان چڑھنے کی بشارت دیتی ہے جو ہم سب ہندوستانی اپنے آزاد دیس میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس زندگی کی روح کیا ہے؟ اس کی روح ہے اور ہمیشہ سے رہی ہے' کثرت میں وحدت کی تلاش۔ الگ الگ اور طرح طرح کے عناصر سے ایک ملی جلی گنگا جمنی تہذیب کے بنانے کی آرزو، جو رنگ بہ رنگ کے تمدنی پھولوں کو وحدتِ قومی کے ڈورے میں پرو کر ایسا ہار بنانا چاہتی ہے کہ وہ ہار گوندھ کر انسانیت کی گردن میں ڈالا جائے تو اسکی شوبھا کو بڑھادے، جس میں کُل اپنے جز کو رقیب نہیں سمجھتا۔ اس کی طاقت کو اپنا بل جانتا ہے۔ ہندوستانی زندگی کے تمدنی مظاہر میں مجھے یہ روح اردو زبان میں بڑے ستھرے اور نکھرے ہوئے روپ میں دکھائی دیتی ہے اور اردو کی تاریخ پر تحقیقاتی کام مجھے اس وجہ سے اور بھی اہم دکھائی دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ادنیٰ تامُّل سے یہ بات بالکل روشن ہو جائے گی کہ اردو نہ کسی فرقے کی زبان ہے، نہ کسی مذہب کی زبان ہے، نہ کسی حکومت کی طرف سے زبردستی چلائی ہوئی زبان ہے، نہ کسی خاص نیت سے، مصنوعی، گڑھی ہوئی زبان ہے۔ یہ تو لوگوں کی زبان ہے۔ آپس کے میل جول کا پھل ہے۔ میلوں، ٹھیلوں، بازاروں، منڈیوں کی ریل پیل میں بولی ہوئی زبان ہے۔ زندگی کے بیوپار کے کانٹوں میں تُلی ہوئی زبان ہے۔ چیزوں کے لین دین کے ساتھ وچاروں کا نتیجہ ہے۔ یہ فقیروں اور سنتوں کی زبان ہے، جو اپنے معرفت میں ڈوبے ہوئے دل کی بات اوروں تک پہنچانے کے لئے بے کل تھے اور جن کی من موہنی باتیں سننے کو عام لوگ کان لگائے رہتے تھے۔ اس لئے یہ محبت اور پریم کی زبان ہے، رواداری کی زبان ہے، میل ملاپ کی زبان ہے، اس کا دل بھی بڑا ہے، اسکی جھولی بھی بڑی۔ یہ نئے انداز سے چمکتی نہیں، نئی بات پر بدکتی نہیں، لفظوں سے گھنیاتی نہیں، وچاروں سے چھوت چھات نہیں کرتی۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ اردو کے یہ گن خواہ مخواہ گا رہا ہوں۔ ان کا ذکر اس لئے کر رہا ہوں کہ ہمیں جو سماج بنانا ہے، اس میں جوڑنے والی طاقتوں کو ابھارنا ہے، توڑنے والی طاقتوں کو دبانا ہے۔ زبان جوڑنے والی طاقت ہے۔ ہر زبان جوڑتی ہے، پر ہر زبان والے اسے اپنے کو دوسروں سے الگ کر لینے کا آلہ بنا لیتے ہیں۔ اس پر لڑتے ہیں، کٹ مرتے ہیں، ایک دوسرے پر تہمتیں باندھتے ہیں۔ ایک ہی دیش میں ایک زبان والا علاقہ دوسری زبان والے علاقے سے ایسا برتاؤ کرتا ہے جیسے کوئی پرایا دیش ہو۔ یہ سب بڑی بھول کی باتیں ہیں اور آج جب کہ دیش کو اپنی آزاد زندگی کی پہلی کٹھن منزل درپیش ہے، اتحادِ قومی از بس ضروری ہے۔ ان جھگڑوں میں پڑ کر ہم ان مشکلوں کا سامنا کیسے کر سکیں گے جو آگے دکھائی دے رہی ہیں۔

اردو چوں کہ دیش کے کسی علاقے میں محدود نہیں ہے، ہر جگہ ہی اس کے بولنے والے اور سمجھنے والے موجود ہیں، اس لئے اس کو وحدتِ قومی کے بیدار کرنے میں سب سے آگے ہونا چاہئے، لیکن پچھلی تاریخ نے اس میں بھی بہت سے پیچ ڈال دیئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے یہ مسلمانوں کی زبان ہے، کوئی کہتا ہے یہ پردیسی زبان ہے، مگر سچ یہ ہے کہ نہ صرف مسلمانوں کی زبان ہے، نہ پردیسی زبان ہے اور اچھا مان لو کہ مسلمانوں ہی کی زبان ہوتی تو بھی ہماری آزاد جمہوری زندگی میں یہ کوئی عیب کی بات نہ ہوتی، ہر آدمی جو

SCERT TELANGANA

ہمارے دیش میں رہتا ہے، اسے اپنا دیش جانتا ہے، اس کی عظمت کو مانتا ہے، اس کے مطابق چلتا ہے، وہ ہمارا بھائی ہے، ساتھی ہے، دوست ہے، اس کی ترقی ہماری ترقی ہے، اس کی بھلائی ہماری بھلائی ہے، مگر اردو تو صرف مسلمانوں کی زباں ہے بھی نہیں، کوئی فہرست نہیں بنائی ہے، جو نام اس وقت یاد آ گئے وہ لیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ تربھون ناتھ ہجرؔ، جوالا پرشاد برقؔ، رتن ناتھ سرشارؔ، پروفیسر رام چندر، سدرشن، کرشن چندر، مہندر سنگھ بیدی، برج موہن دتاتریہ کیفیؔ، چکبستؔ، سرور جہاں آبادی، فراق گورکھپوری، منشی نول کشور، لالہ سری رام (صاحب خم خانۂ جاوید) منشی دیا نارائن نگم کی زبان کو کوئی مسلمانوں کی زبان کیسے بتا تا ہے؟ اور اس زبان پر مذہبی تنگ دلی اور تنگ نظری کا الزام لگانا کونسی دیانت ہے؟ اور کونسی فراست ہے؟

پھر اردو نہ بدیسوں کی زبان ہے، نہ بدیسی زبان ہے۔ ذرا بھی دیکھیے تو قدم قدم پر اسکی شہادت ملتی جائے گی۔ لسانی نقطہ نظر سے اس کے افعال اور حروف اور عام ضرورت کی باتیں سب ہندوی ہیں۔ اس کی آوازوں پر کان دھریے تو ایران اور عرب سے کوئی رشتہ نہیں ملتا۔ آوازوں کی بہت بڑی تعداد خالص ہندوستانی ہے۔ عربی لفظوں میں جو اجنبی آوازیں آئی ہیں انھیں بھی بول چال میں اپنا لیا ہے۔ لکھائی میں بھی اس کے پردیسی ہونے پر بہت زور دیا جاتا ہے، حالانکہ درجنوں ہندوستانی آوازوں کے ظاہر کرنے کا اس میں سامان ہے۔ اس میں ڑ، ڈ، ٹ، ڈھ، تھ، بھ، جھ، چھ اور پھ کیا پردیسی آوازوں کے نشان ہیں؟

آپ کا فرض ہے کہ اپنی عزیز زبان کی روح کو کسی حال مسخ نہ ہونے دیں۔ کوئی اس روح سے ناواقف ہو اسے بتائیں کہ یہ روح کیا ہے؟ اس روح کو تازگی بخشیں کہ ایک اچھی سماجی زندگی بنانے میں آپ کا ادب کسی اور سے پیچھے نہ رہے۔ زبان اور ادب کا مقابلہ یہ نہیں ہے کہ کسی سے روٹھ گئے، کسی کو برا سمجھ لیا، کسی کو دبا دیا۔ اس میں جیت اس کی ہے جو خدمت کے میدان میں اوروں سے بازی لے جائے۔ مقابلہ اس میں سمجھے کہ کس زبان کے گیت قوم کے دل کو گرماتے ہیں، کس کا ادب صالح اقدار کی ترویج کا ذریعہ بنتا ہے۔ اچھے آدمی اور اچھے سماج کے بنانے میں، دماغوں کو تنگ نظری اور تنگ دلی کے جالوں سے صاف کرنے میں، علم کی سرحدیں آگے بڑھانے میں، وطن اور اس کی اچھائیوں اور خوبیوں سے وہ ذہنی وابستگی اور روحانی دل بستگی پیدا کرنے میں، جو قومی وفاداری کی جڑ ہے، کون سی زبان دوسری زبان سے زیادہ کارگر ہے۔ یہ نیکی کا مقابلہ ہے۔ اس میں جیت اور ہار نہیں ہوتی۔ اس میں مقابلہ کرنے والے ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہیں اور دوسرے کے آگے بڑھ جانے پر بھی اتنا ہی خوش ہوتے ہیں جتنا کہ خود آگے نکلنے پر۔

میری التجا ہے اور مجھے امید ہے کہ تاریخی اتفاقات نے اردو ہندی کے تعلق میں جو گتھیاں ڈال دی ہیں، وہ اردو ہندی دونوں کے کام کرنے والے مل کر اپنی سوجھ بوجھ اور صاف دلی سے اس طرح سلجھائیں گے کہ یاد بھی نہ رہے گا کہ کبھی یہ الجھن پیدا بھی ہوئی تھی۔ محبت سے، کہتے ہیں، ٹوٹے ہوئے دل جڑ جاتے ہیں اور ایسے جڑتے ہیں کہ پتا بھی نہیں چلتا کہ کہاں بال پڑا ہے۔

میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ اردو کسی طرح ہندی کی رقیب نہیں ہے۔ سب ہندوستانی شہری، ان کی زبان کچھ ہی ہو، دستور ہند کے مطابق ہندی کو دیش کی سرکاری زبان مانتے ہیں اور اسکی ترقی میں ہاتھ بٹانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اردو والے بھی اس سے باز نہیں ہیں۔ پھر اردو ہندی کی رقیب کیسے ہوسکتی ہے، کیوں کہ وہ بھی ہندوستانی دستور کی تسلیم کی ہوئی قومی زبانوں میں سے

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21
SCERT TELANGANA

ایک ہے اور ہندی سے سب سے قریب ہے۔ اس لئے اگر اردو دانوں کو کہیں کوئی شکایت ہو کہ ان کی زبان کی ترقی میں کوئی رکاوٹ ہے تو میرا جی چاہتا ہے کہ ان کی طرف سے پیروی ہندی والے کریں۔ اس سے بھروسے اور محبت کے ایسے سوتے پھوٹیں گے کہ ساری قومی زندگی اس سے سیراب ہوگی۔ سارے دیش میں لسانی سیاست کا رنگ بھی بدل جائے گا۔ ذہنی تعاون کی راہیں کھل جائیں گی۔ آپس کا ربط بڑھے گا تو کیا عجب ہے کہ سارے دیس میں ایسی حسین اور شیریں زبان کا چلن ہو جائے جو بس ہزاروں کی گنتی میں عالموں تک محدود نہ ہو بلکہ کروڑوں آدمیوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنا سکے۔

مصنف کا تعارف

ڈاکٹر ذاکر حسین 1897ء میں حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ ان کا آبائی وطن قائم گنج تھا۔ ان کے والد وکالت کے سلسلہ میں حیدرآباد آئے تو یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ذاکر صاحب کی ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی اسکول سلطان بازار، حیدرآباد میں ہوئی۔ اسلامیہ ہائی اسکول اٹاوہ سے میٹرک اور علی گڑھ سے بی۔اے کیا۔ ایم۔اے کے طالب علم تھے کہ ترک موالات کی تحریک سے متاثر ہو کر علی گڑھ چھوڑ دیا۔ اور جامعہ ملیہ سے وابستہ ہو گئے۔ وہاں سے جرمنی گئے اور برلن یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اور پھر جامعہ ملیہ کے شیخ الجامعہ ہو گئے۔ 1948ء سے مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی حیثیت سے آٹھ سال خدمات انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد بہار کے گورنر، پھر نائب صدر جمہوریہ اور صدر جمہوریہ کے جلیل القدر عہدے پر فائز رہے۔

ذاکر صاحب کو تصنیف و تالیف کا بہت کم موقع ملا۔ بچوں سے انہیں بہت محبت تھی۔ بچوں کے لئے انہوں نے ابو خاں کی بکری، خرگوش اور چوہا جیسی کہانیاں لکھیں جو بہت مشہور ہوئیں۔ ان کا انداز تحریر نہایت ہی سادہ، سلیس اور عام فہم تھا۔

یہ کیجیے

I سمجھنا۔ اظہار خیال کرنا

A اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

1۔ مادری زبان میں گفتگو کرنے سے حاصل ہونے والے فوائد کیا ہیں؟

2۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اردو صرف مسلمانوں کی زبان نہیں ہے؟

3۔ اردو تو لوگوں کی زبان ہے۔ آپس کے میل جول کا پھل ہے۔ کیا آپ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں؟ وضاحت کیجیے۔

SCERT TELANGANA

B پڑھیے۔ سمجھ کر بولیے

(الف) ذیل کے جملوں کی سبق میں نشاندہی کیجیے اوران کی وضاحت کیجیے۔

1۔ ہندوستانی زندگی کے تمدنی مظاہر میں مجھے یہ روح اردو زبان میں بڑے ستھرے اور نکھرے ہوئے روپ میں دکھائی دیتی ہے۔

2۔ ہمیں جو سماج بنانا ہے، اس میں جوڑنے والی طاقتوں کو ابھارنا ہے، توڑنے والی طاقتوں کو دبانا ہے۔

3۔ زبان اور ادب کا مقابلہ یہ نہیں ہے کہ کسی سے روٹھ گئے، کسی کو برا سمجھ لیا، کسی کو دبا دیا۔

4۔ اس سے بھروسے اور محبت کے ایسے سوتے پھوٹیں گے کہ ساری قومی زندگی اس سے سیراب ہوگی۔

(ب) سبق پڑھ کر ان سوالوں کے جواب دیجیے۔

1۔ مصنف کو کس زبان سے شخصی وذاتی لگاؤ تھا؟ کیوں؟

2۔ مصنف کے مطابق اُردو فقیروں اور سنتوں کی زبان ہے۔ کیسے؟

3۔ کیسے محبت کے سوتے پھوٹیں گے اور ساری قومی زندگی اس سے سیراب ہوگی؟

(ج) ذیل کے اقتباس کو پڑھ کر دیے گئے سوالوں کے جواب دیجیے۔

ادب زندگی کا آئینہ ہے۔ جدید ناول اور افسانے ہی نہیں اس کلیے سے داستانیں بھی مستثنیٰ نہیں ہیں۔ ادب جس دور میں پیدا ہوتا ہے، اس دور کی طرز معاشرت کا اظہار کرنا اس کے لئے ضروری ہوجاتا ہے۔ حالانکہ یہ اظہار تاریخی اظہار سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ تاریخ خارج کا اظہار شعوری طور پر کرتی ہے اور ادب داخلی زندگی کا اظہار قدرے لاشعوری طور پر کرتا ہے۔

سوالات:

1۔ ادب کو زندگی کا آئینہ کیوں کہا گیا؟

2۔ تاریخ کیسے لکھی جاتی ہے؟

3۔ تاریخ اور ادب میں کیا فرق ہوتا ہے؟

4۔ ادب کس دور کی طرز معاشرت کا اظہار کرتا ہے؟

(د) دیے گئے سوالوں کے جواب دیجیے۔

1۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کو کن کن اعلیٰ عہدوں پر خدمات انجام دینے کا موقع ملا؟

2۔ ذاکر صاحب کا طرز تحریر کیسا تھا؟

3۔ اردو زبان کو کس کام میں سب سے آگے ہونا چاہئے؟

4۔ ہمارا بھائی اور دوست کون ہے؟

SCERT TELANGANA

5۔ زبان وادب میں مقابلہ اورجیت کیسی ہوتی ہے؟

6۔ اردو اور ہندی والوں سے مضمون نگار نے کیا درخواست کی ہے؟

II۔اظہارِ مافی الضمیر۔تخلیقی صلاحیت کا اظہار

(الف) ذیل کے سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

1۔ اردو زبان کا دل بھی بڑا ہے اسکی جھولی بھی بڑی۔کیسے؟

2۔ نیکی میں مقابلہ کس طرح ہوتا ہے؟

3۔ اردو کسی طرح ہندی کی رقیب نہیں ہے۔کیا آپ اس سے متفق ہیں؟ کیوں؟

4۔ زبان دلوں کو جوڑتی ہے۔اس جملے کی وضاحت کیجیے۔

5۔ سارے دیش میں لسانی سیاست کا رنگ کیسے بدلے گا؟

(ب) ذیل کے سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے۔

1۔ مضمون نگار نے کثرت میں وحدت کی تلاش کو ہندوستانی زندگی کی روح کیوں کہا ہے؟تبصرہ کیجیے۔

2۔ اردو زبان کی کون کونسی خصوصیات کا ذکر سبق میں کیا گیا ہے؟تفصیل سے لکھیے۔

(ج) ذیل کے بارے میں تخلیقی انداز میں لکھیے۔

1۔ مادری زبان کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے اپنے دوست کے نام ایک خط لکھیے۔

2۔ اردو زبان کی ترقی وترویج کے عنوان پر ایک جلسے کے انعقاد کے لئے دعوت نامہ تیار کیجیے۔

(د) ذیل کے بارے میں توصیفی انداز میں لکھیے۔

1۔ قومی یکجہتی کے فروغ میں اردو کے کردار پر ایک مضمون لکھیے۔ یا

آپ کے مدرسے میں کون سا طالبِ علم اردو میں اچھی گفتگو کرتا ہے؟ اس کی شناخت کیجیے۔اور اس کی ستائش کرتے ہوئے ایک توصیف نامہ لکھیے۔

III زبان شناسی

لفظیات

(الف) ذیل میں دیے گئے الفاظ کی ضد سبق میں تلاش کر کے لکھیے۔

غدار ــ رفیق ــ قدرتی ــ مطمئن ــ الجھانا ــ کڑوا

(ب) ذیل میں دی گئی الفاظ کی جوڑیوں کو ایک ہی جملے میں استعمال کیجیے

1۔ شہری ۔ فرض ۔ ملک

2۔ میل جول ۔ رواداری ۔ امن

3۔ لین دین ۔ دیانت ۔ ترقی

4۔ ہار ۔ شوبھا ۔ رنگ برنگ

5۔ زبان ۔ گیت ۔ دل

SCERT TELANGANA

(ب) ذیل میں دیے گئے محاوروں کے درست معنی کی نشاندہی کیجیے۔

1۔ شوبھا بڑھانا ( )

(الف) عزت بڑھانا (ب) دولت بڑھانا (ج) خوبصورتی بڑھانا

2۔ آواز پر کان دھرنا ( )

(الف) آواز نکالنا (ب) غور سے سننا (ج) کان پر ہاتھ رکھنا

3۔ بازی لے جانا ( )

(الف) بازی ہارنا (ب) بازہنا (ج) آگے ہونا

4۔ بال پڑنا ( )

(الف) تڑخنا (ب) جڑنا (ج) اختلاف ہونا

5۔ پھلنا پھولنا ( )

(الف) آزاد ہونا (ب) ترقی کرنا (ج) خوش ہونا

قواعد

حصہ الف اور حصہ ب کے خط کشیدہ الفاظ کے درمیان فرق بتلائیے۔

حصہ الف	حصہ ب
لڑکا آیا۔	لڑکی آئی۔
گھوڑا دوڑا۔	گھوڑی دوڑی۔
مالی پانی دے رہا ہے۔	مالن پانی دے رہی ہے۔

* اوپر کے جملوں میں لڑکا، گھوڑا اور مالی سب جاندار ہیں اور نر ہیں۔ جسکو مذکر کہتے ہیں۔
* لڑکی، گھوڑی اور مالن۔ یہ سب جاندار ہیں اور مادہ ہیں۔ جو مونث کہلاتے ہیں۔

اسی طرح تمام جاندار نر کے مقابل جاندار مادہ اور جاندار مادہ کے مقابل جاندار نر ہوتے ہیں۔

جنس حقیقی:۔ نر جاندار کے مقابل مادہ اور مادہ جاندار کے مقابل نر ہو تو اس کو جنس حقیقی کہتے ہیں۔

اسکی دو قسمیں ہیں:۔ 1۔ مذکر 2۔ مونث

پہچان:۔ 1۔ جس جاندار کے آخر میں ''الف'' یا ''ہ'' ہو وہ عام طور پر مذکر ہوتا ہے۔

جیسے بچہ۔ لڑکا۔

2۔ جس جاندار کے آخر میں (ی) (ن) (نی) یا (انی) ہو وہ عام طور پر مونث ہوتے ہیں۔ جیسے بچی۔ مالن۔ اونٹنی۔ مغلانی

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے۔ 2020-21
SCERT TELANGANA

مشق I: ذیل سے مذکر اور مونث کو الگ الگ کیجیے۔

بکری – بہن – پارس – فقیر – جیٹھ – گدھا – جگنو – بلبل – شہزادی
استادنی – ناگ – پھوپھی – لولی – چمار

مشق II: مندرجہ ذیل الفاظ کی تذکیر و تانیث بنائیے۔

1۔ دھوبی	....	6۔ مور	....
2۔ ماموں	....	7۔ بچھڑا	....
3۔ چیونٹا	....	8۔ گوالن	....
4۔ بندہ	....	9۔ کانی	....
5۔ گدھا	....	10۔ بھانجا	....

منصوبہ کام

1۔ اُردو کی اہمیت اور اُس کی چاشنی کو اُجاگر کرنے والے دیگر مضامین اور نظموں کو اکٹھا کیجیے اور کمرہ جماعت میں بحث کیجیے۔

زبان شیریں مُلک گیری

SCERT TELANGANA